# افکار و مطالعات

## دینی ــ تعلیمی ــ اصلاحی

قاضی اطہر مبارکپوری

"دینی تعلیمی کنونشن" کا کام جس رفتار سے ہو رہا ہے، الحمد للہ کہ وہ اطمینان بخش ہے اور اس بارے میں مستقبل سے اچھی اچھی امیدیں وابستہ ہو رہی ہیں۔

کنونشن کے بعد اندرونِ ملک دینی تعلیم کا احساس شدت سے بھر گیا، جگہ جگہ تعلیمی جلسے ہوئے اور آزاد ہندوستان میں دین کے بقا اور تحفظ کے اسباب و ذرائع پر غور و عمل شروع ہو گیا، خود شہر بمبئی میں کنونشن کے بعد ہی سے دینی تعلیم کا جذبہ نئے انتظامات کے ساتھ ابھرا اور یہاں کے اوقاف اور مساجد کے متولیوں اور ذمہ داروں کے ایک نمائندہ جلسہ نے طے کیا، کہ محلہ محلہ دینی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیئے اور خصوصیت سے ہر محلہ کی مسجد کو اس کام کا مرکز بنانا چاہیئے۔

جمیعتہ علمائے ہند کے سالانہ اجلاس کلکتہ میں دینی تعلیم پر گرما گرم بحث ہوئی، آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس مدراس میں دینی اور قرآنی تعلیم پر تجاویز منظور ہوئیں، جونپور میں یوپی کے اضلاع مشرقیہ کی تعلیمی کانفرنس مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی کی زیر صدارت ہوئی اس کے علاوہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر تعلیمی اجلاس اور جلسے کثرت سے ہوئے۔

دینی تعلیمی کنونشن کے دوررس نتائج کا سب سے اہم مظہر یہ ہے کہ بیرونِ ہند اس کے نیک اثرات نے کام کیا، اور پاکستان کے ذمہ دار حضرات نے بھی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کو ہندوستان کے دینی تعلیمی کنونشن کے بعد شدت سے محسوس کیا، جس کی وجہ سے وہاں پر دینی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی تحریک چلی، اور پاکستانی اخبارات میں اس کی رپورٹیں آئیں، یہ عجیب بات ہے کہ جس طرح ہم ہندوستانی مسلمانوں نے دینی تعلیم کے لئے مساجد کو اہمیت دی اور ان کی مرکزیت سے فائدہ اٹھانے کی تجویز پیش کی، اسی طرح پاکستان کے ذمہ داروں نے بھی اس کام کے لئے مساجد ہی کا انتخاب کیا، چنانچہ ہندوستان کی طرح پاکستان میں بھی ابتدائی دینی تعلیم کا کاروبار مسجدوں میں شروع ہو رہا ہے، جس وقت بمبئی میں "دینی تعلیمی کنونشن" کا انعقاد ہو رہا تھا، یہ خیال بھی نہیں تھا کہ اس کے مفید نتائج اس قدر دوررس اور سریع الاثر ہوں گے، اور نہ ہی حالات کی رفتار سے اس کی توقع تھی۔

سچ ہے اللہ تعالیٰ نیکی کے کاموں میں برکت دیتا ہے، اور سچائی پھیلانے والوں کی مدد کرتا ہے، جو کچھ ہوا اسی کے فضل و کرم سے ہوا اور آئندہ بھی جو ہوگا اسی کے فضل و کرم سے ہوگا۔

۲۹،۳۰ مارچ کو دہلی میں دینی تعلیمی بورڈ کا پہلا اجلاس ہوا جس میں اصول و ضوابط اور مختلف کمیٹیوں کی تشکیل کا ابتدائی کام ہوا، اللہ کی مدد شامل حال رہی تو بہت جلد کام کی رفتار اطمینان بخش صورت میں رونما ہو جائیگی، اور جس نیک ارادہ سے اس کام کی ابتدا کی گئی ہے، اس کا نیک ثمرہ ملک و قوم کے سامنے آجائے گا۔

---

پچھلے دنوں ہند پارلیمنٹ میں "ہندو کوڈ بل" پیش ہوا اور اچھی خاصی ہنگامہ آرائی کے بعد پاس ہو گیا، اس میں جو کچھ تھا وہ کہاں سے آیا تھا؟ ہندو سوسائٹی کی زندگی کے لیئے نئے نئے اصول کہاں سے اخذ کیئے گئے تھے؟ اور اس خاص طبقہ کی سماجی اور معاشرتی ارتقاء کے لیئے کدھر کدھر سے اسباب و وسائل مہیا کیئے گئے تھے؟ ہندو قوم کی زندگی کو معیاری بنانے کے لیئے "ہندو کوڈ بل" کا ماخذ کیا تھا؟ یہ بحث بیکار ہے، اگر آپ نے یہ ثابت بھی کر دیا کہ اس کے اکثر و بیشتر اصول اسلامی اصولِ حیات سے ماخوذ ہیں اور اس میں جو کچھ ہے وہ اسلام میں وہ سب پہلے ہی سے موجود ہے، تو اس سے آپ کو اور آپ کی قوم کو کیا فائدہ پہنچے گا، اور اسلام کے لیئے کون سی فخر کی بات ہو جائے گی۔

اسلام اور مسلمان کے لیئے فخر کی بات تو جب ہے کہ مسلمان ان واقعات سے اپنی غفلت کو جگائیں اور زندگی کی راہ میں ان ہی اصولوں کو لیکر چلیں جن کو اسلام نے مسلمانوں کو دیا تھا اور جن کو دنیا کی دوسری قومیں بھی دوسرے طریقوں سے اپنا رہی ہیں۔

کسی قوم کی سب سے زیادہ قابلِ رحم حالت اس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ زندگی کے تابناک اصولوں کا زبانی دعویٰ کرتی ہوئی اپنی موت آپ مرتی رہتی ہے اور اس کی پڑوسی قومیں ان ہی اصولوں کو اپنا کر زندگی کو حسین سے حسین تر بناتی ہیں۔

---

حال ہی میں ہند پارلیمنٹ میں ہندو عورتوں کی وراثت کا بل آیا اور تقریباً ان ہی اصولوں پر پاس ہوا جن پر اسلام نے تقسیم میراث کو رکھ کر وراثت میں سے عورت کو مرد کا نصف حصّہ دیا ہے اسی طرح ہندو بچوں کی پرورش کا بل پارلیمنٹ میں چل رہا ہے، اور اسلام کے دیئے ہوئے حق حضانت کی روشنی میں بچوں کی پرورش کا قانونی انتظام ہو رہا ہے۔
ان حقائق کی روشنی میں یہ باتیں ہمارے لیئے کس قدر رسوا کن ہیں کہ آج بھی بہت سے مسلم خاندانوں میں بیٹی کا حق مسلوب ہے اور قدیم رسم ورواج کی بنا پر اسے وراثت سے کچھ نہیں دیا جاتا، بلکہ اسے ہر طرح محروم رکھ کر اس کا حق مارا جاتا ہے، اسی طرح مسلمانوں میں آئے دن طلاق کے بعد یا زوجین میں کسی ایک کے مرنے کے بعد بچوں کی پرورش کا جھگڑا پڑتا ہے، اور دنیا دی قانون کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے،

خود فراموشی اور اسلام سے غفلت کا یہ نظارہ بہت ہی ہولناک ہے، مسلمان خوب یاد رکھیں اسلامی اصولِ حیات کی افادیت تمام دنیا پر واضح ہو چکی ہے، مسلمان ان پر عمل کریں یا نہ کریں دنیا ان کو قبول کرے گی اور ان سے فائدہ اٹھائے گی، یہ دوسری

بات ہے کہ براہ راست دیگر اقوام ان اصولون کو اسلام کی راہ سے نہین قبول کر رہی ہین ۔ ان واقعات کے اندر مسلمانون کے لئے تازیانۂ عبرت ہے ان کو نئے حالات کی رفتار کو سمجھ کر اپنی زندگی کو اسلام کے پرانے سانچے مین ڈھال لینا چاہیئے ۔

---

۶ر اپریل سے ۱۰ر اپریل تک دہلی مین غیر رسمی طور پر ایشیائی کانفرنس ہوئی، جس مین اٹھارہ ملکون کے نمائندے شریک ہوئے ان مین کمیونسٹ روس کے مسلم نمائندے خاص طور پر قابلِ ذکر ہین، تاشقند کے مفتیٔ اعظم کے صاحبزادے مولانا ضیاء الدین اور قزاقستان کے امام مولانا عبد الحکیم صاحب نے دہلی کی جامع مسجد مین جمعہ کی نماز ادا کی، تقریرین کین، اپنے یہان کے مسلمانون کے پیغام ہندوستان کے مسلمانون تک پہنچائے، تاشقند، قزاقستان اور ہندوستان کے مسلمانون کے قدیم علمی و روحانی تعلقات کو دہرایا، محمد بن احمد اور ابو ریحان بیرونی کے ہندوستان سے استفادہ کا اقرار کیا، شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اور مولانا ابو الحسنات عبد الحیٔ صاحب فرنگی محلی لکھنوی کی تصنیفات سے استفادہ کا اعتراف کیا اور عربی زبان اور روسی زبان مین مسلمانانِ ہند کو قرآن و حدیث کی باتین سنائین ۔

قزاقستان کے امام عبد الحکیم نے برملا اعلان کیا کہ انقلاب روس کے وقت ہم لوگ اپنے دینی اور ملی حقوق سے بے بہرہ کردیے گئے تھے، مگر آج ہم پوری طرح آزاد ہین، اور اپنے دین پر آزادی سے عمل کرتے ہین، مفتیٔ تاشقند کے صاحبزادے مولانا ضیاء الدین شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے مزار پر حاضر ہوئے، اور فاتحہ خوانی کی، روس کے بنے ہوئے چُغے اور ٹوپیاں دہلی کے کئی علماء کو پیش کیا، جمعیۃ علماء ہند کے دفتر مین روس کے دینی معاملات پر گفتگو ہوئی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ حضرات ہندوستان کی سب سے بڑی دینی اور علمی درسگاہ دار العلوم دیوبند کو دیکھنے کے لیے اور حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی سے روس کی دینی اور اسلامی حالت پر گفتگو کی، اور پوری طرح یقین دہانی کی کہ ہم اپنے دین و عقیدہ مین ہر طرح آزاد ہین اور ہمارے تمام اعمال و عقائد زندہ و تابندہ ہین ۔

ان کے ان بیانات کو جھٹلایا نہین جاسکتا، مگر کمیونسٹ روس کی ان یلغارون کو بھی فراموش نہین کیا جاسکتا جن کے باعث روس کے لاکھون مسلمان آج تک مشرق و مغرب مین اپنے دین و ایمان کی متاع گرانمایہ لئے ہوئے در در کی ٹھوکرین کھاتے ہین، ان خونریز داستانون اور خونفشان انسانون کو بھلانے کے لئے تاشقند و قزاقستان کے علماء کے یہ بیانات بالکل ناکافی ہین، اگر روس مین حالات بدل چکے ہین اور وہان کے مسلمانون کو ہر قسم کی دینی اور مذہبی آزادی حاصل ہوگئی ہے، تو سب سے پہلے ان علماء کو چاہیئے کہ وہ روسی انسائیکلوپیڈیا سے ان تمام گمراہ کن بیانات کو نکلوائین جو اسلام کے بارے مین درج ہین، اور جن مین بتایا گیا ہے کہ اسلام امن دشمن اور جنگ باز مذہب ہے اور وہ سرمایہ دارون اور تاجرون کی ہمت افزائی کرتا ہے، اسلام کی تحریک کو ابتدا ہی سے چند سرمایہ دارون اور تاجرون نے چلایا اور وہی اس کے کرتا دھرتا رہے ۔

اگر روس کے یہ علماء روسی انسائیکلوپیڈیا سے اسلام کے بارے مین ان ہفواتون کو نکلوانے مین کامیاب ہو گئے اور ان کی

جگہ صحیح حقائق درج کرا سکے تو باہر کی دنیا کو باور ہو گا کہ کمیونسٹ روس کے مسلمان اپنے دین میں اب آزاد ہو گئے ہیں اور حکومت میں ان کی آواز سنی جاتی ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کو روس میں دوبارہ آنے کی اجازت ملنی چاہیئے، جو صرف دین کے نام پر نکالے گئے ہیں۔

---

کمیونسٹ روس کے بعض ابتدائی مصنفین کے اقتباسات آجکل اخبارات میں آتے ہیں جن میں نہایت آزادی سے اسلام، پیغمبر اسلام اور اصولِ اسلام کے بارے میں بے پر کی باتیں اڑائی گئی ہیں، اور تو اور ایک مصنف نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ پیغمبر اسلام اور ان کے خلیفہ اوّل کا دنیا میں وجود ہی نہیں تھا، اور اُن کے نام یونہی مشہور کر دیئے گئے تھے اور ایک دوسرے مصنف کی تحقیق انیق یہ ہے کہ اسلام دنیا کا کوئی اہم مذہب نہیں ہے، بلکہ اس کی ابتدا عرب کے ملک میں ایک ستارہ کے ٹوٹ کر گرنے سے ہوئی، غالباً اس مصنف کی مراد ٹوٹے ستارے سے حجر اسود ہے، اس مصنف کا خیال ہے کہ عرب کا ملک قدیم زمانہ سے غیر متمدن، وحشی اور تہذیب سے خالی رہا ہے، اس لیئے وہاں پر کسی اہم مذہب کا پیدا ہونا سمجھ سے باہر ہے، اسی طرح روسی انسائیکلوپیڈیا میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں جاہلانہ قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں،

یہ تو لامذہب روس کے بعض ابتدائی محققین و مصنفین کی گرانقدر اور بیش بہا معلومات ہیں، اگر اس کے انتہائی محققوں اور عالموں کی معلومات کا اندازہ کرنا ہو تو ان کی وہ ہفوایتں پڑھیئے جن کو گذشتہ دنوں مستشرقین عالم کی کانفرنس میں انھوں نے ظاہر کیا ہے، ان محققوں نے اسلام کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی کتاب قرآن اللہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ پیغمبر اسلام کے انتقال کے بعد عرب کے کئی زبان دانوں کی مدد سے مرتّب کی گئی،

روسی عالموں اور پروفیسروں کی ان بکواسوں کو مصری علماء نے مصری اخبارات میں تفصیل سے بیان کر کے، اور ان کا رد کیا، جو خود مستشرقین عالم کی اس کانفرنس میں شریک تھے اور اپنے کانوں سے ان باتوں کو سنا تھا۔

روس کے محققوں اور مصنفوں کی ان پرانی اور نئی معلومات اور تحقیقات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ ان کی بین الاقوامی معلومات اور قدیم و جدید اصولِ زندگی کی تحقیقات کسی صحت مند نتیجہ کی حامل ہو سکتی ہیں، اور جو باتیں وہ کہتے ہیں علم و تحقیق کی رو سے کہتے ہیں، بلکہ ان باتوں سے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کا علم صرف ان کی مادّی دنیا کے چند نئے اصولوں تک محدود ہے اور اس سے آگے کی دنیا کی ان کو خبر نہیں ہے۔

---

دینی حقائق اٹل ہوتے ہیں، اُن کی قدریں احوال و ظروف کی ہنگامی قیود اور وقتی حدود سے باہر ہوتی ہیں، دنیاوی انقلابات کے اثرات چند سالوں تک رہتے ہیں، پھر ختم ہو جاتے ہیں، افراد اور اشخاص کے اصول و قوانین کبھی دوامیت اور اجتماعیت نہیں پاتے، بخلاف دینی ضابطوں اور اصولوں کے کہ ان میں لافانی ابدیت اور دوامی لافانیت ہوتی ہے، شخصی اثرات آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، ہنگامی اصول بنائے جاتے ہیں، اور بگڑ جاتے ہیں، دنیاوی غرور و طاقت کا بحران انسانی زندگی پر اثرانداز

باقی صفحہ ۱۳ پر،

ہوتا ہے اور زائل ہو جاتا ہے۔

مصطفےٰ کمال نے اپنی سیاسی بصیرت، ہنگامی طاقت اور وقتی تدبیر سے ترکی کے مرد بیمار کے حلق میں داروئے شفا اتار کر اس کی صحت مندی کا اعلان کر دیا، حالانکہ جس دوا نے یہ قومی اور ملکی صحت بخشی تھی، اسی نے ترکی کے سینے میں مادی سل اور دق کے جراثیم پیدا کرنے اور اس سے دین و ایمان کی روح کو ختم کرنے کی کوشش کی، مگر چونکہ ترکوں کے جن سینوں نے تقریباً آٹھ سو سال تک اسلام کی دولت کو امانت بنا کر رکھا تھا، وہ مصطفےٰ کمال کی اس سیاست کے باوجود دین کی امانت کی پاسبانی چھپتے چھپاتے کرتے رہے، اس لیے آج پھر اسلام کی دولت کو ان گھر گھر پہنچنے لگی ہے، شخصی انقلاب اور ہنگامی قانون کا وقتی اثر اور ہنگامی زور کم ہونے لگا، اور اسلام کے حقائق کو پھر ترکی قوم اپنانے لگی۔

گذشتہ مارچ میں لارڈ کنزوس نے ترکی کے جدید حالات پر لندن میں ایک تقریر کی جس میں انھوں نے بتایا کہ:

"اتاترک نے جو انقلاب برپا کیا تھا وہ بنیادی طور پر فوجی اور سیاسی تھا، لیکن ساتھ ہی اس کے اثرات مذہب پر بھی پڑے ہر شخص جانتا ہے کہ اتاترک نے مذہب کو سیاست کے تابع کیا، حالانکہ اس سے قبل سیاست مذہب کے تابع تھی۔

اتاترک نے اسلام کی سیاسی طاقت کو توڑا، مگر خود اسلام کی طاقت کو نہ توڑ سکا یہی وجہ ہے کہ انقلاب جدید کے بعد ترکی میں جو نئی مغرب زدہ پود پڑھی اس کے ذہن میں اسلامی روایات محفوظ نہ تھیں، مگر عوام کی اکثریت اسلام پر چھپے یا علانیہ عمل کرتی رہی، اور اب جونہی حالات بدلے وہ مذہب کی طرف لوٹ گئے، اسکولوں میں دینی تعلیم دی جانے لگی ہے، ریڈیو سے مذہبی نشریات اور مذہب سے متعلق معلومات عام ہو گئی ہیں، عربی قطعات اور مذہبی طغرے مسجدوں کے باہر کثیر تعداد میں فروخت ہونے لگے ہیں، اور جگہ جگہ نئی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں، کئی مقامات پر حکومت خود مساجد کے اخراجات برداشت کر رہی ہے، عربی میں اذانیں ہو رہی ہیں، اسلام کا یہ احیاء صرف مذہبی امور و عبادات ہی میں نہیں نظر آتا، بلکہ مجلسی رسوم اور اجتماعی زندگی میں بھی یہ بات نظر آ رہی ہے، ملک کے پرانے طبقہ کی عورتیں پھر سے برقع پہننے لگی ہیں اور گلی کوچوں میں عام طور سے برقعہ پوش عورتیں نظر آتی ہیں۔"

ترکی کا یہ جدید انقلاب اب سے پانچ سال پہلے سے برپا ہو رہا ہے، اور مصطفیٰ کمال کا لایا ہوا ہنگامی انقلاب پچیس تیس سال تک زندہ نہ رہ سکا، ترکوں نے پچیس سال کی مدت میں دینداری اور لادینیت دونوں کو پرکھ لیا، ان کو کھرے کھوٹے کی حقیقت معلوم ہو گئی، اور اب وہ تیزی سے تلافی مافات کر رہے ہیں۔ ترکی کا وہ پہلا لادینی اور یہ دوسرا دینی انقلاب روحانیت و مادیت کے تقابل کا اس دور میں بہت ہی نتیجہ خیز مظاہرہ ہے اور اس میں دین و دیانت کی شاندار فتح ہے۔

---

حال ہی میں کو لمبیا کے ریڈیو اسٹیشن سے ٹیلی ویژن کے ذریعہ امریکی قوم کے لیے اسلامیات کا ایک پروگرام نشر کیا گیا جس میں امریکہ کے باشندوں کو اسلامی عبادات کے بعض پہلو دکھائے گئے، مثلاً ممالکِ اسلامیہ کی مشہور مساجد، حجاج کرام کے قافلے۔

اور اذان و اقامت کے طریقے وغیرہ وغیرہ اگرچہ اس پروگرام میں اسلامی زندگی کے ایک خاص پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے، مگر ضمناً اسلامی مساوات، اسلامی تعمیر اور آرٹ اور مسلمان قوم کا ذوق زندگی بھی امریکی عوام کو کسی حد تک معلوم ہوا، امریکہ کے ٹیلی ویژن کی یہ اسلامی نشریات بھی اسلام کی زندہ و تابندہ طاقت کا ایک کرشمہ ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کن کن راہوں سے اپنا مظاہرہ کرتا ہے،

ہمیں اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے کہ اب امریکہ خود بخود اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے، اور وہ اپنے عوام میں اسلامیات کی تبلیغ و اشاعت کر رہا ہے، بلکہ موجودہ بین الاقوامی سیاست اور مشرق و مغرب اور امریکہ کی نئی الجھنوں سے یہ بات پیدا ہو گئی ہے، اور امریکی قوم مشرق اور مشرقیات سے روشناس ہونے اور روابط پیدا کرنے کے لیئے یہ کام کر رہی ہیں، لیکن سیاست کے اس رخ کو آسانی سے نظر انداز کرنا بھی نا سمجھی ہے، بلکہ عقلمندی یہ ہے کہ اسلام فہمی کے اس رجحان کو اور تیز کیا جائے، اور امریکی قوم کے سامنے اسلام کی صحیح تعلیمات اور اس کے تصورات و کردار کے واقعی پہلوؤں کو رکھا جائے۔ تاکہ جس راہ سے اس میں اسلام فہمی کا ذوق پیدا ہوا ہے وہ راہ بدل جائے، اور اصلی مقصد اسلام ہو جائے،

اسباب کچھ بھی ہوں مگر یہ واقعہ ہے کہ ادھر پچھلے چند سالوں سے یورپ اور امریکہ کے عوام مشرقیات اور خصوصیت سے اسلام کے سمجھنے کی طرف مائل ہو رہے ہیں، اور ان میں تحقیق و تلاش کا ذوق ان کے پرانے زہریلے مصنفین کی کتابوں سے الگ ہو کر پیدا ہو رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کے جن مصنفین نے اپنی کتابوں میں اسلام پر جگہ جگہ حملے کئے ہیں آجکل ان کا مطالعہ نسبتہً کم ہو رہا ہے، اور وہاں کے لوگ بڑی حد تک ان لغویتوں سے نفرت کر کے براہ راست اسلام کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

کاش! حالات اور وقت سے فائدہ اٹھانے کی ہم میں صلاحیت اور طاقت پیدا ہو جائے، اور مسلمانوں کا کوئی بڑا ادارہ یورپ اور امریکہ کے جدید تحقیقی رجحان کے لئے سامان مہیا کر دے، یہ وقت یورپ اور امریکہ میں اسلام کے صحیح افکار و خیالات کے پھیلانے کا بہترین زمانہ ہے، ہو سکتا ہے کہ دنیا کی ہنگامی سیاست کوئی رخ بدلے، اور پھر ان کے عوام سے یہ جذبہ ختم ہو جائے۔